قرآنی دعاؤں میں عظیم الشّان حکمتوں کے سمندر کوزے میں بند ہیں

ان دعاؤں کے اندر ہی ان کی قبولیّت کی مصلحتیں بھی مضمر ہیں

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
قائمقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق
جلد ۷۶/۴۱ | اتوار ۳۔ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ، ۱۶۔ احسان ۱۳۷۰ ہش، ۱۶۔ جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۳۵

اولاد چاہنے والے احمدی ہمیشہ نیک اولاد کی دعا مانگیں۔ اس کے سوا اولاد کی سب دعائیں ایسی ہیں جنکی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والدین کیلئے اولاد کی دعا میں مذکور حکمتوں کا نہایت ہی دلکش اور بصیرت افروز تذکرہ

جاپان کی جماعت نے پہلی احمدیہ بیت الذکر تعمیر کرنے کیلئے اوسطاً دو سو پونڈ فی کس ماہانہ ادا کرنے کا عزم کیا ہے ان کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۴۔ ہجرت ۱۳۷۰ ہش (۴ مئی ۱۹۹۱ء) بمقام نن سپیٹ NUNSPEET ہالینڈ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مواصلاتی رابطے کے ذریعے خطبات سننا

"آج کا یہ خطبہ میں ہالینڈ کی جماعت نن سپیٹ NUNSPEET سے دے رہا ہوں۔ جہاں مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ خطبہ بھی حسب سابق مواصلاتی نظام کے ذریعے مختلف ممالک میں سُنا جا رہا ہے۔ جاپان سے بھی حسبِ سابق توقع ہے کہ رابطہ مکمل ہو جائے گا۔ لیکن سردست یہ رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ انگلستان کی ایسٹ لنڈن، ساؤتھ آل، ہنسلو، کرائیڈن، لنڈن ۔۔۔۔ اور مانچسٹر اور جلنگھم کی جماعتیں یہ خطبہ سُن رہی ہیں۔ اسی طرح جرمنی سے بھی اور ماریشس سے بھی (جماعتیں یہ خطبہ سن رہی ہیں)۔

یہ نظام جو مواصلاتی رابطوں کے ذریعے قائم ہوا ہے۔ اس میں ہمارے لنڈن کے ایک مخلص دوست سعید جسوال صاحب اور ان کے بھائیوں اور ایک بہنوئی کی محنت کا بہت دخل ہے۔ اور یہ اپنی ٹیم لے کر آج یہاں بھی پہنچے ہیں تاکہ جن جماعتوں کو براہِ راست خطبہ سننے کی عادت پڑ چکی ہے وہ ان خطبوں سے محروم نہ رہ جائیں۔ جو اس سفر کے دوران دیئے جائیں گے۔

دعاؤں کے ذریعے منزلِ مراد کا حصول

اس تمہید کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں جو ایک سلسلے کی صورت میں جاری ہوا ہے اور جس کا تعلق سورۃ فاتحہ کی اس دعا سے ہے کہ (۔) اے ہمارے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا، اس صراطِ مستقیم پر جس پر وہ لوگ چلتے رہے جن پر تو نے انعام نازل فرمائے۔

میں نے بتایا تھا کہ جن پر انعام نازل فرمائے گئے وہ دعاؤں کی بدولت اپنی مراد کو پہنچے ہیں۔ محض انسانی کوششوں سے کامیاب نہیں ہوئے اور ہمارے لئے بھی سورۃ فاتحہ کی اس دعا نے قرآنی دعاؤں کا ایک سلسلہ کھول دیا ہے۔ اور اس سلسلے کا قرآن کریم میں مکمل طور پر ذکر محفوظ ہے۔ صرف انبیاء ہی کی دعائیں درج نہیں بلکہ دیگر صالحین اور خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں، مردوں اور عورتوں کی دعائیں بھی قرآن کریم میں ہمارے لئے محفوظ فرما دی گئی ہیں۔

والدین کے لئے اولاد کی دعا

آج کے لئے پہلی دعا اولاد کی دعا ہے جو اُسے اپنے والدین کے لئے کرنی چاہیئے۔ اور یہ وہ دعا ہے جو الہامی دعا ہے۔ ان معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپؐ کی امّت کو سکھائی۔ دعا تو یہ ہے (۔) (بنی اسرائیل: ۲۵) اے میرے ربّ! ان دونوں پر، میرے والد اور میری والدہ پر اس طرح رحم فرما جس طرح بچپن سے یہ میری تربیت کرتے چلے آئے ہیں۔

لیکن اس دعا کی گہرائی کو سمجھنے کے لئے اس کا وہ پس منظر جاننا ضروری ہے جو یہی آیتِ کریمہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ رہی ہے۔ پس پوری آیت کو پڑھنے کے بعد اس دعا کی اہمیت بھی سمجھ میں آتی ہے اور کن کن باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ دعا کرنی چاہیئے، یہ مضمون بھی ہم پر روشن ہو جاتا ہے۔ آیت یہ ہے (۔) کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدّر فرما دیا ہے، یہ فیصلہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بجائے رَبُّکَ لفظ ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تیرے ربّ نے یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے (۔) کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (۔) اور والدین کے ساتھ احسان کا سلوک کرو۔ والدین کے ساتھ نیکی کے برتاؤ کی اتنی بڑی اہمیت ہے کہ توحید کی تعلیم کے بعد دوسرے درجے پر خدا نے جس بات کا فیصلہ فرمایا وہ یہ تھا کہ اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو۔ احسان کا لفظ کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے متعلق میں پھر دوبارہ آپ سے بات کروں گا (۔) کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر ان میں سے کوئی تیرے ہوتے ہوئے تیری زندگی میں بڑھاپے تک پہنچ جائے، ان میں سے خواہ ایک پہنچے یا دونوں پہنچیں (ــ) ان کو اُف تک نہیں کہنی۔

اُف نہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اُن سے بڑھاپے میں ایسی حرکتیں ہو سکتی ہیں جو ان کے بچپن کے سلوک سے مختلف ہوں۔ بچپن میں تو وہ بڑی رحمت کے ساتھ تمہاری تربیت کرتے رہے۔ لیکن بڑھاپے کی عمر میں پہنچ کر انسان کو اپنے جذبات پر اختیار نہیں رہتا، زیادہ زود رنج ہو جاتا ہے اور بہت سی صحت کی کمزوریاں اس کے مزاج میں چڑچڑا پن پیدا کر دیتی ہیں۔ پھر کئی قسم کے احساسات محرومی ہیں۔ اولاد بڑی ہو گئی۔ اپنے گھروں میں آباد ہو گئی اور جس طرح والدین توقع رکھتے ہیں کہ یہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی ویسا ہی معاملہ کرے گا، اس میں کوئی کوتاہی رہ جاتی ہے۔ یا والدین کو وہم گذرتا ہے کہ ہم سے ویسا پیار نہیں جیسا اپنی بیوی اور اولاد سے ہے تو ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم نے بڑی حکمت کے ساتھ فرمایا (ــ) ایسی باتیں ہونگی جن کے نتیجے میں ہو سکتا ہے تمہیں جائز یا ناجائز شکایت پیدا ہو اور والدین تم سے بظاہر سختی کا سلوک کرنا شروع کر دیں تو تم جو بچپن کی نرمی کے عادی ہو اس سلوک سے گھبرا کر اُف نہ کر بیٹھنا۔ اُف کا لفظ کوئی گالی نہیں ہے۔ کوئی سخت کلامی نہیں ہے۔ ایک اظہارِ افسوس ہے۔ فرمایا کہ اظہار افسوس تک نہیں کرنا (ــ) اور جھڑکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اپنے والدین کے ساتھ ہرگز سخت کلامی نہیں کرنی (ــ) اور اُن کے ساتھ عزت کا کلام کیا کرو۔ ہمیشہ احترام کے ساتھ اُن سے مخاطب ہوا کرو (ــ) اور اپنی نرمی کے پَر اُن کے اوپر پھیلا دو (ــ) رحمت کے اور نرمی کے یا رحمت کے نتیجے میں جو نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پَر اُن پر پھیلا دو اور پھر یہ دعا کرو (ــ) کہ اے میرے ربّ! ان پر اسی طرح رحم فرما (ــ) جس طرح انہوں نے بچپن میں بڑے رحم کے ساتھ میری تربیت فرمائی ہے۔

یہ بہت ہی پیاری اور کامل دعا ہے اور بہت سی ذمہ داریوں کی طرف جو اولاد کے ذمہ اپنے والدین کے لئے ہیں ہمیں توجہ دلاتی ہے لیکن اس دعا میں اور بھی بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں۔ اب میں نسبتاً تفصیل سے اس آیت کے بعض مضامین کھول کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

والدین کے ساتھ احسان کا سلوک ضروری ہے

پہلی بات تو یہ ہے کہ احسان کا حکم دیا گیا ہے، ادائیگی فرض کا نہیں اور احسان بظاہر ضروری نہیں ہوا کرتا۔ احسان تو ایسا معاملہ نہیں ہے کہ ہر انسان پر فرض ہو۔ کیا یا نہ کیا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یعنی اگر فرق پڑتا بھی ہے تو احسان ایک ایسی بات نہیں ہے جو اگر انسان نہ کرے تو خدا کے نزدیک مغضوب ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ نے ذمہ داریاں ادا کرنے کا حکم کیوں نہ دیا اور احسان کا حکم کیوں دیا؟ اس میں اور بھی حکمتیں پوشیدہ ہوں گی لیکن دو ایسی حکمتیں ہیں جن کو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ فرض کی ادائیگی پہلے ہوا کرتی ہے اور احسان بعد میں آتا ہے۔ اگر فرض ادا نہ ہو تو احسان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے قرآن کریم جو بڑی فصیح و بلیغ کتاب ہے، خدا کا کلام ہے اس نے ایک لفظ میں اس سے پہلے ہونے والی ذمہ داریوں کا بھی ذکر فرما دیا اور مومن سے گویا یہ توقع رکھی کہ جہاں تک اس کی روزمرہ کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے، فرائض کا تعلق ہے وہ تو لازماً وہ پورے کر رہا ہے۔ ان کو نہ پورے کرنے کا تو سوال ہی نہیں لیکن جہاں تک والدین کا تعلق ہے محض ذمہ داریاں پورا کرنا کافی نہیں ہے۔ ان کے ساتھ احسان کا سلوک ہونا ضروری ہے۔ ایک یہ حکمت ہے۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ یہاں لفظ احسان کو سمجھنے کے لئے ہمیں قرآن کریم کی ایک اور آیت کا سہارا لینا ہوگا۔ جو اس مضمون کے لئے کنجی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ــ) کہ احسان کی جزا احسان کے سوا کیا ہو سکتی ہے۔ پس یہ احسان اُن کے اوپر ان معنوں میں احسان نہیں ہے جن معنوں میں ہم ایک دوسرے پر احسان کرتے ہیں۔ یہ احسان والدین کے اوپر اولاد کی طرف سے کوئی یکطرفہ نعمت نہیں ہے جو اُن کو ادا کی جا رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ والدین نے تم سے احسان کا معاملہ کیا تھا۔ اس لئے صرف فرض کی ادائیگی کافی نہیں ہوگی۔ جب تک تم ان سے احسان کا معاملہ نہیں کرو گے تم اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے والے نہیں بنو گے۔ چنانچہ فرمایا (ــ) کہ احسان کی جزاء تو احسان کے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ کوئی شخص تم پر احسان کرتا چلا جا رہا ہو اور تم اپنی روزمرہ کی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہو تو یہ کافی نہیں ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو آیت کے آخری حصّے نے کھول دیا جہاں یہ دعا سکھائی گئی (ــ) اے اللہ اُن سے اس طرح رحم کا سلوک فرما جس طرح یہ بچپن میں مجھ سے رحم کا سلوک فرماتے تھے۔ صرف اپنے حقوق ادا نہیں کرتے تھے۔ محض مجھے زندہ رکھنے کے لئے اور روزمرہ کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے محنت نہیں اٹھاتے تھے۔ بلکہ اس سے بہت بڑھ کر مجھ سے شفقت اور رحمت کا سلوک فرمایا کرتے تھے۔ میری معمولی سی تکلیف پر یہ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ میری ادنیٰ سی بیماری پر ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو جایا کرتی تھیں اور انہوں نے جو مجھ سے سلوک فرمایا وہ رحمت کا سلوک ہے۔ پس مجھے جو احسان کا حکم ہے کہ میں بھی احسان کا سلوک کروں تو اے خدا! میں اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتا اس لئے میں دعا کے ذریعے تجھ سے مدد چاہتا ہوں اور جب تک تو اس بارہ میں میری مدد نہ فرمائے، حقیقت میں میرے والدین کے مجھ پر اتنے احسانات ہیں کہ میں جو بھی کوشش کروں اس کے باوجود ان احسانات کو چکا نہیں سکتا۔ پس تو میری مدد فرما اور (ــ) اے خدا تو ان کے اوپر رحم فرما اور میرے سلوک میں جو کمیاں رہ جائیں گی وہ تو اپنے رحم سے پوری فرما دے (ــ) جس طرح بچپن میں یہ میری تربیت کرتے رہے تو ان کے ساتھ وہ سلوک فرما۔

بچہ کی تربیت میں سختی کی بجائے رحم کی ضرورت

اس دعا نے ایک اور حیرت انگیز مضمون کو ہمارے سامنے کھول دیا کہ والدین بھی جہاں تک خدا کا تعلق ہے اس کی تربیت کے محتاج ہیں اور (ان کو اُف بھی نہیں کہنا) کہنے کے ساتھ ان کی بشری کمزوریوں کی طرف جو توجہ دلائی گئی ہے تو وہاں بھی خدا تعالیٰ کی ربوبیّت کی بہت ضرورت ہے اور انسان تو مرتے دم تک خدا کی ربوبیّت کا محتاج رہتا ہے اس لئے یہ دعا بہت ہی کامل دعا ہے۔ اور اس کے معنی یہ بنیں گے کہ اے خدا! اگرچہ بظاہر ان کے اعضاء مضمحل ہو چکے ہیں۔ یہ کمزوری کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ طاقت کے بعد ضعف شروع ہو چکا ہے لیکن ضعف کے وقت زیادہ رحم کے ساتھ تربیت کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جب میں بچہ تھا تو میرے والدین نے مجھ سے میرے ضعف کی وجہ سے رحم کا سلوک کیا اور "صَغِیرًا" کے لفظ نے بتا دیا کہ بڑے ہو کر رحم کا معاملہ اتنا نہیں رہا کرتا جتنا بچپن میں ہوتا ہے۔ بچپن کی کمزوری ہے جو رحم کا تقاضا کرتی ہے۔ بچے کو آپ ایک بات سکھاتے ہیں۔ چلانا سکھائیں تو بار بار وہ گرتا ہے۔ بولنا سکھائیں تو بار بار غلطیاں کرتا ہے۔ تتلاتا ہے۔ سبق پڑھائیں تو اس کو پڑھا ہوا سبق بار بار بھولتا چلا جاتا ہے۔ لفظ آپ رٹا بھی دیں تو پھر اگلی دفعہ جب سنتے ہیں تو اس لفظ میں پھر وہی غلطیاں کرنے لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ بچے کو پڑھانا اعصاب شکن ہوتا ہے اور حقیقت میں جب تک رحم کا معاملہ نہ کیا جائے اس وقت تک بچے کی صحیح تعلیم نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بعض والدین جو جہالت سے حوصلہ چھوڑ بیٹھتے ہیں وہ بچپن سے بجائے رحم کے سختی کا معاملہ شروع کر دیتے ہیں اور سختی کے ساتھ بچے کی تربیت ہو نہیں سکتی۔ اس میں بغاوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں سخت ردِّ عمل پیدا ہوتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اس کی تربیت ہو اس کے اندر بچپن سے نقائص بیٹھ جاتے ہیں۔

پس اس آیتِ کریمہ نے اِس حکمت کو بھی ہمارے سامنے روشن کر دیا کہ وہ والدین جو اچھی تربیت کرنے والے ہوں وہ بچپن میں رحم کے ساتھ تربیت کیا کرتے ہیں اور وہ لوگ جن کو یہ دعا سکھائی گئی ہے وہ کیونکہ دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھی ہیں، آپؐ کے غلام ہیں۔ اس لئے ان کے والدین سے بہترین توقعات بھی پیش فرمائی گئیں اور یہ بیان کیا گیا کہ جس طرح ہمارے والدین بچپن میں ہماری کمزوریوں کے پیشِ نظر ہم سے سختی کرنے کی بجائے رحمت کا معاملہ کیا کرتے تھے اور تربیت میں بار بار بخشش کا سلوک فرماتے تھے اسی طرح اے خدا! اب میرے والدین کمزور ہو چکے ہیں تو اِن کی غفلتوں اور کمزوریوں سے درگذر فرما اور ان کے ساتھ بخشش اور رحمت کا سلوک فرما۔

اس ضمن میں ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ کَمَا کے لفظ نے بھی ہماری بہت سی ذمے داریوں کی طرف توجہ دلا دی جو صرف والدین کی طرف نہیں بلکہ اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کی طرف سے ہمیں پیش آتی ہیں اور ہمیں انہیں کس طرح ادا کرنا چاہیئے، اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے (ــ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یورپی معاشرے کے عذابوں کی وجہ

کما کے لفظ نے یہ بتایا کہ اگر والدین بچوں کی تربیت رحمت کے ساتھ نہیں کرتے تو یہ دعا ان کے حق میں نہیں سنی جائے گی۔ کیونکہ کما کا مطلب ہے جیسے انہوں نے بچپن میں رحمت کے ساتھ میری تربیت کی۔ یہ وہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو بھلا کر یورپ اپنے معاشرے میں کئی قسم کے عذاب پیدا کر چکا ہے اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک اور رحمت کے ساتھ تربیت کرنا اس لئے بھی نہایت ضروری ہے تاکہ بعد میں بڑے ہو کر اس اولاد کا اپنے والدین سے اسی طرح رحمت اور نرمی اور مغفرت کا تعلق ہو۔ اگر بچپن ہی سے والدین اپنی زندگی کی لذتوں میں منہمک پڑے ہوں اور اولاد کو سکولوں کے سپرد کر دیں یا معاشرے کے سپرد کر دیں اور ان کی تربیت میں جو ذاتی تعلق پیدا کرنا چاہیئے وہ تعلق پیدا نہ کریں (تو یہ دعا ان کے حق میں نہیں سنی جائے گی) یاد رکھیں یہاں بچوں کے ساتھ پیار کا ذکر نہیں ہے۔ بچوں کے ساتھ پیار تو ہر معاشرے میں والدین کو ہوتا ہی ہے۔ فرمایا ایسا پیار ہو جو تربیت میں استعمال ہوا ہو اور ایسا پیار نہ ہو جو تربیت خراب کرنے والا پیار ہو۔ پس پیار کے متوازن ہونے کا بھی اس آیت میں ذکر فرما دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ پیار ہی کام کا پیار ہے جس کے نتیجے میں اولاد اعلیٰ تربیت پائے۔ پس وہ والدین جو اس بات سے غافل رہتے ہیں۔ ان کی سوسائٹیوں میں کئی قسم کی خرابیاں جگہ پکڑ جاتی ہیں اور ان کی اولادیں جب بڑی ہوتی ہیں تو وہ اپنے والدین کے لئے نہ خدا تعالیٰ سے احسان کی دعائیں مانگتے ہیں نہ خود احسان کا سلوک کرتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ "بوڑھے آدمیوں کے گھر" ایسے والدین سے بھر جاتے ہیں جن کی اولادیں ان سے غافل ہو چکی ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ حسنِ سلوک تو درکنار ان کی معمولی سی غفلت پر ان کو ڈانٹتے ہیں، ان سے قطع تعلقی کرتے ہیں، ان کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور جن جن معاشروں میں یہ مرض بڑھتا چلا جاتا ہے وہاں حکومت کے اخراجات بوڑھے لوگوں کے گھروں پر زیادہ سے زیادہ بڑھنے لگتے ہیں یہاں تک کہ بعض امیر ممالک بھی عاجز آ جاتے ہیں اور ان کے پاس اتنا روپیہ مہیا نہیں ہوتا کہ وہ اپنی سوسائٹی کے سب بوڑھوں کی ضرورتوں کو پورا کر سکیں جو ضرورتیں دراصل ان کی اولاد کو پوری کرنی چاہیئے تھیں لیکن جیسا کہ غالباً مولانا روم کا شعر ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

کہ اعمال کے جو اثرات مترتب ہوتے ہیں ان سے غافل نہ رہنا۔ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ گندم کا بیج ڈالو گے تو گندم ہی اگے گی اور جو بوؤ گے تو جو ہی اگیں گے۔

جنریشن گیپ سے پاک سوسائٹی کا تصور

اس لئے پہلی نسلوں کے ساتھ آنے والی نسلوں کا تعلق دراصل اس تعلق کا آئینہ دار ہے جو پہلی نسلوں نے اپنی چھوٹی نسلوں سے رکھا تھا۔ اگر اس میں شفقت تھی اور اس میں صرف شفقت ہی نہیں تھی بلکہ تربیت کے لئے استعمال ہونے والی شفقت تھی، اگر رحمت کا سلوک تھا اور اس رحمت کے نتیجے میں اولاد کے ساتھ بہت ہی حکمت کے ساتھ برتاؤ کیا گیا تاکہ ان کے اخلاق بگڑیں نہیں بلکہ سنورتے چلے جائیں اور اس رنگ میں ان کی تربیت کی گئی اور رحم کے نتیجے میں تربیت کی طرف زیادہ توجہ دی گئی تو ایسے لوگوں کی اولادیں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس احسان کو یاد رکھتے ہوئے فطری طور پر اپنے والدین کے لئے آخر وقت تک نرم رہتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے تعلق کٹ نہیں سکتے، ایسی سوسائٹی میں کوئی جنریشن گیپ GENERATION GAP پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ جنریشن گیپ ایک بہت ہی خطرناک اصطلاح ہے اور آج کی ترقی یافتہ دنیا کی ایجاد ہے۔ ورنہ قدیم سوسائٹیوں میں آج تک جنریشن گیپ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ایک تعلیم اور ترقی کی نشانی نہیں ہے بلکہ قرآن کریم نے جو حکمت بیان فرمائی ہے اس کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں یہ بیماری پیدا ہوتی ہے کہ ایک جنریشن (نسل) اپنی چھوٹی جنریشن کے ساتھ محبت کا تعلق چھوڑ دیتی ہے اور تربیت سے غافل ہو جاتی ہے تو وہ نسل جب بڑی ہوتی ہے اپنی پہلی نسل سے بہت دور ہٹ چکی ہوتی ہے۔ ان کے درمیان فاصلے پیدا ہو جاتے ہیں اور وہ فاصلے پھر نسلاً بعد نسلٍ بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ کم ہونے لگیں۔ اس لئے یہ دعا جو سکھائی گئی اس کا پس منظر بھی خوب کھول کر بیان فرما دیا گیا اور اس کا جو بیچ کا حصہ ہے وہ ہے (-) کہ اے بچو! تم اپنے والدین کے لئے اس طرح نرمی کے پر بچھا دو جیسے پرندے اپنے چوزوں کو، اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں پر کا استعمال اس لئے کیا گیا تاکہ پرندوں کا اپنے بچوں کے ساتھ سلوک ایک تصویر کی صورت میں ہماری نظروں کے سامنے ابھر آئے۔ اور فرمایا کہ اس طرح اپنے والدین کے ساتھ پیار اور محبت کا سلوک کرو جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پالتے ہیں، ان کی نگہداشت کرتے ہیں جو کلیۃً ان کے محتاج ہوتے ہیں۔ یہاں دراصل انسانوں سے ہٹ کر پرندوں کی مثال دی گئی ہے۔ جناح کا لفظ محاورۃً ہے ضروری نہیں کہ پر کے لئے استعمال ہو۔ ایک صفت کے بیان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لیکن کیوں استعمال ہوتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پرندوں کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے کیونکہ پرندوں کے پر ہوتے ہیں اور پرندے اپنے بچوں کی بعض دفعہ اس طرح لمبے عرصے تک تربیت کرتے ہیں کہ نہ وہ بچے دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں، نہ کھا سکتے ہیں۔ ان کی چونچوں کو ٹھونگے مار مار کے وہ خوراک کے لئے کھلواتے ہیں اور جب تک وہ اس لائق نہیں ہو جاتے کہ خود آزاد زندگی بسر کر سکیں اس وقت تک پرندوں کے والدین مسلسل محنت کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اس میں ایک اور بھی حکمت ہے کہ دونوں پرندے اپنے بچوں کے لئے محنت کرتے ہیں اور صرف ماں پر نہیں چھوڑا جاتا۔ اور قرآن کریم نے جو ہمیں دعا سکھائی اس میں بھی اس مضمون کو کھول دیا گیا ہے آجکل کے جدید معاشروں میں ایک یہ بھی خرابی ہے اور ہمارے قدیم معاشروں میں بھی یہ خرابی ہے بلکہ بعض صورتوں میں تیسری دنیا کے ممالک میں یہ خرابی ترقی یافتہ ممالک سے بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ماں کا کام ہے تربیت کرے اور والد اس میں دخل نہیں دیتے۔ والد ساتھ مل کر محنت نہیں کرتے اور ماں پر چھوڑ دیتے ہیں کہ جس طرح چاہے ان کو پالے، ان کا خیال رکھے نہ رکھے۔ والد تو صرف کمانے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں ہم نے تو اپنا فرض ادا کر دیا۔ قرآن کریم نے جو دعا سکھائی اس میں یہ بتایا (-) کہ اے میرے اللہ ان دونوں پر اس طرح رحم فرما جس طرح ان دونوں نے رحم کے ساتھ میری تربیت کی۔ یعنی ماں اور باپ دونوں اولاد کے لئے محنت کرنے میں برابر کے شریک ہونے چاہئیں اور دونوں کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں مگر ذمہ داریاں سمجھتے ہوئے نہیں بلکہ رحم کے نتیجے میں اور شفقت کے نتیجے میں۔ پس اس دعا کو اب دوبارہ (اپنی نرمی کے پر ان کے اوپر بچھا دو) کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ وہاں پرندوں کی ہی مثال دی گئی ہے کیونکہ جانوروں کی دنیا میں سب سے زیادہ مل کر اولاد کی خدمت کرنے میں پرندے ہیں، ان کے مقابل پر کسی اور جانور کی کوئی مثال نہیں دی جا سکتی جس طرح پرندے دونوں مسلسل محنت کرتے ہیں اپنی اولاد کے لئے اس طرح دوسرے جانوروں میں اتنی مکمل مشترکہ محنت کی مثال نہیں ملتی۔ گھونسلہ بنانے میں بھی وہ اسی طرح محنت کر رہے ہوتے ہیں۔ خوراک مہیا کرنے میں بھی اسی طرح محنت کر رہے ہوتے ہیں، بلکہ بسا اوقات آدھا وقت MALE یعنی نر پرندہ بیٹھتا ہے اور آدھا وقت انڈوں پر مادہ پرندہ بیٹھتی ہے اور پھر جہاں تک خوراک مہیا کرنے کا تعلق ہے اس میں بھی دونوں محنت کرتے ہیں مگر نر پرندے کو بعض دفعہ زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے خوراک مہیا کرنے میں۔ تو فرمایا یہ بھی ہمیں اس دعا سے حکمت سمجھ آ گئی کہ صحیح تربیت کرنے میں ماں کے علاوہ باپ کو برابر کا شریک رہنا چاہیئے اور جہاں ماں اور باپ مل کر اولاد سے حسنِ سلوک کر رہے ہوں وہاں طلاقیں شاذ کے طور پر واقع ہوں گی۔ وہ گھر نہیں ٹوٹا کرتے۔ اکثر وہی گھر ٹوٹتے ہیں جہاں اولاد کی تربیت میں دونوں میں سے کسی ایک کا زیادہ دخل ہوتا ہے اور آپس کے تعلقات اس حد تک خراب ہوتے ہیں کہ دونوں بیک وقت اپنی اولاد کی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے ایسی اولادیں پھر بڑی ہو کر زیادہ خراب ہو جایا کرتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ ماں کی سائیڈ لیتی ہیں کیونکہ ماں نے تربیت اور پیار میں زیادہ حصہ لیا۔ بعض دفعہ باپ کے ساتھ تعلق قائم رکھتی ہیں اور ماں کے خلاف ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ جانتی ہیں کہ ماں نے تو ہماری ذمہ داریاں ادا نہیں کیں باپ قربانی کرتا رہا ہے تو اس طرح گھروں کے ٹوٹنے کے احتمالات بھی بڑھ جاتے ہیں۔

تربیت کے لئے رحمت ضروری ہے

یہ صورت حال پھر بعض دفعہ ایسے خطرناک نتائج پر منتج ہو جاتی ہے جس کے آثار اس وقت ترقی یافتہ ممالک میں ہر جگہ دکھائی دے رہے ہیں کہ اولاد کو اپنے والدین سے خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یورپ کے بعض علاقوں میں پولیس کی تحقیق کے مطابق تیس فی صد گھر ایسے ہیں جہاں بچے اپنے ماں باپ سے محفوظ نہیں ہیں یہاں تک کہ جنسی بے راہ روی کا بھی شکار ہو جاتے ہیں۔ پس جہاں یہ صورتحال ہو وہاں یہ دعا کیسے کام کر سکتی ہے کہ (اے میرے رب ان پر اسی طرح رحم کر جس طرح انہوں نے چھوٹے ہوتے ہوئے مجھ سے سلوک کیا)۔ یہ ایک ایسے صالح معاشرے کی دعا ہے جہاں والدین نے اپنی اولاد سے محض عام سلوک نہیں کیا۔ ذمہ داریاں ہی ادا نہیں کیں بلکہ بے حد رحمت کا سلوک کیا اور ان کی تربیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شفقت سے کی کسی غصے کے ساتھ نہیں کی۔ اور تربیت کے لئے رحمت ضروری ہے۔ یاد رکھیں جہاں جلد بازی میں انسان غصے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اولاد کو مارنے لگ جاتا ہے اس کو گالیاں دینے لگ جاتا ہے وہاں تربیت کا مضمون غائب ہو چکا ہوتا ہے۔ وہاں نفسانی جوش کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے اور نفسانی جوش سے تربیت نہیں ہوا کرتی حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اسی لئے ایک (رفیق) پہ بہت ہی خفگی کا اظہار فرمایا' جن کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ اپنی اولاد سے سختی کرتے ہیں اور مار کے ان کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں۔ اتنی سختی کا اظہار فرمایا کہ بہت کم میں نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو اپنے (رفقاء) پر اس طرح ناراض ہوتے دیکھا ہے اور بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ تم دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس سے پتہ چلا کہ خدا کے پاک بندے جو سچا ایمان رکھتے ہیں وہ تمام کوششوں میں سب سے زیادہ اہمیت دعا کو دیتے ہیں۔

تربیت میں سب سے اہم دعا ہے

پس (اے میرے رب ان پر اسی طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے بچپن میں رحم سے میری تربیت کی)، میں ایک یہ پہلو بھی ہمارے سامنے آگیا کہ وہ رستہ جس پر خدا کے انعام یافتہ لوگ چلا کرتے تھے وہ اپنی اولاد کے لئے صرف رحمت کا سلوک نہیں کیا کرتے تھے۔ ان کے لئے دعائیں کیا کرتے تھے۔ اور ان کی دعائیں ان کے رحم کے نتیجہ میں ہوتی تھیں۔ کیونکہ رحم کے نتیجے میں وہ خود بعض سختیاں اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ بعض جگہ وہ تجاوز نہیں کر سکتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے کہ میں یہاں زبردستی اس کو ٹھیک کر دوں۔ اس کے نتیجہ میں ان کے دل میں درد پیدا ہوتا تھا اور دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوتی تھی۔ پس وہ لوگ (جن پر انعام کئے گئے ہیں) جن کو خدا نے اس رستہ پر کامیابی سے چلنے کی توفیق بخشی جو انعام یافتہ لوگوں کا رستہ تھا۔ انہوں نے اپنی اولادوں کے لئے دعائیں بھی بہت کیں۔ پس اس کے نتیجہ میں خدا نے بھی جب جواباً حسن سلوک سکھایا تو اس مضمون کو دعا پر ختم کیا۔ فرمایا وہ تمہارے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اس میں دعائیں بھی شامل تھیں۔ کما کے لفظ نے بتا دیا کہ دعائیں ضرور شامل تھیں۔ اگر دعائیں شامل نہ ہوتیں تو خدا دعا سکھاتا کیوں؟ پس اس مضمون کو دعا پر ختم کرنا اس آیت کو بہت ہی زیادہ دلکشی عطا کرتا ہے۔ بہت ہی حسین بنا دیتا ہے۔ کیسا کامل کلام ہے تربیت کے سارے امور بھی اس میں بیان ہو گئے۔ دونوں نسلوں کے تعلقات اس میں بیان ہو گئے۔ وہ خطرات بیان ہو گئے جو ہمیں درپیش آسکتے ہیں جن سے ہمیں متنبہ کیا گیا اور پھر یہ بتایا گیا کہ تربیت کا بہترین طریق دعا ہی ہے۔ پس جس طرح تمہارے والدین بچپن میں دعاؤں کے ذریعہ تم سے اپنی رحمت کا اظہار کرتے تھے تم بھی آخر پر خدا سے یہ دعا کیا کرنا اور اس دعا کو حسن سلوک کے بعد رکھا ہے۔ دیکھیں (۔) ان پر اپنی رحمت کے پر پھیلا دو، ان کو اپنے پروں کے نیچے لے لو۔ ساری بات بظاہر مکمل ہو گئی پھر فرمایا نہیں مکمل ہوئی جب تک یہ دعا ساتھ نہیں کرو گے۔ اس وقت تک تم حقیقت میں احسان کا بدلہ احسان کے ذریعے نہیں دے سکو گے۔ پس اس دعا نے اس مضمون کو مکمل کیا۔ اس دعا کے وقت ان سب باتوں کو اگر ہم پیش نظر رکھیں تو اس دعا میں بہت گہرائی پیدا ہو جاتی ہے اور بہت عظمت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ دعا اگلوں کے لئے بھی مفید ہے اور گذرے ہوؤں کے لئے بھی مفید ہے اور ہر طرف برابر اثر دکھاتی ہے

توحید باری تعالیٰ کے ساتھ اس مضمون کا بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ سوسائٹی میں وحدت توحید کے اعلیٰ قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور سوسائٹی میں وحدت تبھی ممکن ہے اگر والدین کا اولاد کے ساتھ اور اولاد کا والدین کے ساتھ گہرا اٹوٹ تعلق قائم ہو چکا ہو۔ اسی کے نتیجہ میں خاندان استوار ہوتے ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں سوسائٹی میں یکجہتی پیدا ہوتی ہے جہاں خاندانی رشتے ٹوٹ جائیں۔ جہاں والدین اپنی اولاد سے الگ ہونے شروع ہو جائیں وہاں سوسائٹی پارہ پارہ ہو کر بکھر جاتی ہے اور ایک بکھری ہوئی منتشر سوسائٹی توحید پر قائم نہیں ہوا کرتی۔ پس وحدت کے ساتھ اس مضمون کا ایک اور بھی گہرا تعلق ہے یعنی ایک تعلق تو یہ ہے کہ خدا کو اپنی توحید کے بعد سب سے زیادہ یہ چیز پیاری ہے کہ (صاحب ایمان) احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینے والا ہو اور دوسرا تعلق یہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔

توحید پر قائم رہنے کیلئے اصحاب کہف کی دعا

اب ایک اور دعائیں آپ کو بتاتا ہوں۔ قرآن کریم میں سورۃ الکہف آیت ۱۱ میں یہ دعا بیان ہوئی ہے (۔) کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی جناب سے اپنے حضور سے رحمت عطا فرما (۔) اور ہمارے لئے اپنی جناب سے ہدایت اور رشد کے سامان پیدا فرما دے۔ ہمیں ہدایت اور رشد عطا فرما۔

اس دعا کا بھی ایک پس منظر ہے۔ یہ دعا ان اصحاب کہف کی دعا ہے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان پر جب دنیا تنگ ہو گئی۔ جب سطح زمین پر بسنا ان کے لئے ممکن نہ رہا تو بجائے اس کے کہ وہ توحید سے تعلق توڑتے انہوں نے یہ زیادہ پسند کیا کہ سطح زمین پر بسنے کی بجائے غاروں میں اتر جائیں اور بنی نوع انسان سے چھپ کر اپنی زندگی بسر کریں تاکہ توحید پر قائم رہ سکیں۔

پس اس دعا کا بھی توحید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب نوجوانوں کی ایک جماعت (فتیہ سے مراد نوجوانوں کی جماعت ہے) غار میں داخل ہونے لگے۔ غاروں کی طرف مائل ہو گئے اور یہ غاروں کی زندگی بسر کرتے ہوئے انہوں نے دعا کی کہ اے خدا دنیا سے تو ہمیں اب رحمت کی کوئی امید نہیں رہی (۔) مطلب ہے کہ اب اپنی جناب سے تو نے جو کچھ دینا ہے عطا کرنا ہے اگر دنیا میں کوئی رحمت کا دودھ باقی ہوتا تو ہمیں کیا ضرورت تھی کہ انسانوں کی طرح سطح زمین پر بسنے کی بجائے ہم جانوروں کی طرح غاروں میں اتر جاتے۔ یہ عیسائیت کی پہلی صدی اور پھر دوسری اور تیسری صدی کے اُن مؤحدین کا ذکر ہے جنہوں نے توحید کی خاطر عظیم الشان قربانیاں دی ہیں اور یہ قربانیاں اُن کو رومن حکومت کے مظالم کے مقابل پر بھی دینی پڑیں اور بعض عیسائی متعصب فرقوں کے مقابل پر بھی دینی پڑیں جو رفتہ رفتہ توحید سے تثلیث کی طرف گمراہ ہو چکے تھے۔ پس اُن کا یہ ذکر تاریخی لحاظ سے ہر اُس قوم کے لئے اہمیت رکھتا ہے جس کو خدا کی راہ میں تکلیفیں پہنچائی جائیں گی اور بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈالا جائے گا۔ اس سے پہلے میں نے حضرت یوسفؑ کی ایک دُعا آپ کے سامنے رکھی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بہت ہی حسین قصہ ہے یوسف نے یہ دعا کی کہ اے خدا یہ عورتیں جن لذتوں کی طرف مجھے بلاتی ہیں (۔) اے میرے اللہ مجھے قید خانہ زیادہ پیارا ہے بجائے اس کے کہ میں ان کی دعوت کے نتیجہ میں دنیاوی لذتوں کو اختیار کر لوں اور تیری رضا کو ترک کر دوں۔ یہ اس سے ملتی جلتی دعا ہے۔ عیسائی قوم نے بھی آغاز میں خدا کی خاطر بہت ہی عظیم الشان قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں کی یاد زندہ رکھنے کے لئے قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے دنیا کی سطح کے مقابل پر غاروں میں بسنا پسند کر لیا۔ تہذیب کو چھوڑ کر پرانے زمانوں کی طرف لوٹ گئے جبکہ انسان ابھی متمدن نہیں ہوا تھا اور یہ عرض کیا اے خدا اب ہمیں دنیا والوں سے رحمت کی کوئی امید نہیں رہی (۔) اب تیرے سوا کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے تو اپنی جناب سے ہمیں رحمت عطا فرما (۔) اور محض اپنے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں ہمیں ہدایت پہ قائم رکھنا کیونکہ ہدایت کی خاطر ہم یہ قربانی دے رہے ہیں اگر غاروں میں بسنے کے باوجود ہم ہدایت سے خالی ہو گئے یا دوبارہ گمراہ ہو گئے تو ہماری یہ قربانیاں ضائع جائیں گی۔

جماعت احمدیہ کے حالات پر صادق آنے والی دعا

جماعت احمدیہ کے حالات پر یہ دعا بہت صادق آتی ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ مسیح کے ماننے والوں کی قربانیوں کو یاد رکھتے ہوئے اب اپنے لئے وہی ترجیحات قائم رکھیں ---------- دنیا کی خاطر ہدایت کو قربان نہیں ہونے دیں گے اور مظالم سے گھبرا کر وہ ہدایت کی راہ نہیں چھوڑیں گے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اگر تمام انسانی حقوق سے محروم بھی کر دیئے جائیں گے تب بھی وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اس زندگی کو خوشی کے ساتھ قبول کر لیں گے۔ اس لئے مجھے اس کا خیال آیا کہ بعض دفعہ پاکستان میں تکلیفیں اٹھانے والے بعض احمدی مجھے شکایت کے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہماری ترقیات رک گئیں۔ بچے لکھ دیتے ہیں کہ تعلیم کے معاملے میں ہم سے برا سلوک ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق ادا نہیں کئے جا رہے اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ تو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو ماننے والے ہیں اور مسیح موسوی کی قوم نے کتنی عظیم الشان قربانیاں دی تھیں اور کتنے ثبات قدم کے ساتھ اُن قربانیوں پہ قائم رہے تھے اور کچھ بھی پرواہ نہیں کی تھی کہ اُن کو انسانی حقوق سے کس حد تک محروم کیا جاتا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے اس حد تک محروم کر دیا گیا کہ سطح زمین پر بسنا اُن کے لئے ممکن نہیں رہا۔ انسانوں والی زندگی بسر کرنا ان کے لئے ممکن نہیں رہا۔ پس اگر مسیح موسوی کے غلاموں نے ایسا عظیم الشان قربانی کا مظاہرہ کیا تو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی طرف منسوب ہو کر یہ ادنیٰ چھوٹی چھوٹی باتیں بھی جماعت کو زیب نہیں دیتیں۔ دشمن جو چاہتا ہے کر گذرے۔ جب تک چاہتا ہے اپنے مظالم پر اصرار کرتا جائے مگر یہ دعا مانگتے ہوئے اگر جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ سے صبر مانگے گی اور رحم مانگے گی تو اللہ نے چاہا تو (م) اُن کے حوصلے کبھی ناکام نہیں ہوں گے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کے سر بلند رکھے گا۔

اولاد کی تمنا میں حضرت زکریاؑ کی دعا

اب ایک دعا حضرت زکریاؑ کی میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اولاد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تمنا میں کی گئی ہے مگر کس قسم کی اولاد کی تمنا ہے کیوں ایسی تمنا کی گئی تھی، اس کا پس منظر میں پہلے حضرت زکریاؑ کی ایک دعائیں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ یہ دعا اپنی ایک الگ شان رکھتی ہے بڑا گہرا اس میں درد ہے اور بہت ہی زیادہ خدا تعالیٰ سے وفا کا اظہار ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں استقلال کا اظہار ہے کٓھٰیٰعٓصٓ اس سے یہ آیت شروع ہوتی ہے۔ سورۂ مریم کی یہ پہلی آیت ہے کٓھٰیٰعٓصٓ یہ وہ حروف ہیں جو حروف مقطعات کہلاتے ہیں اور ان میں خدا تعالیٰ کی بعض صفات بیان کی گئی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ہم اپنے ایک خاص بندے زکریا کے ساتھ تیرے رب کی رحمت کا ذکر کرنے لگے ہیں۔

جب کوئی خاص اہم بات ہو تو تمہیداً اس سے پہلے متوجہ کیا جاتا ہے کہ دیکھو دیکھو اب بہت عظیم الشان ذکر ہونے والا ہے، تو اس طرح قرآن کریم نے اس مضمون کا عنوان باندھا ہے پہلے اپنی وہ صفات بیان فرمائیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح فتح البیان میں یہ مذکور ہے کہ اُمّ ہانی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا کہ ک سے مراد کافٍ ہے۔ یعنی خدا اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ ---

--- میں یہی لفظ کافٍ پایا جاتا ہے کہ کیا خدا تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے، جس کی انگوٹھیاں احمدی اکثر پہنے پھرتے ہیں۔ تو پہلی بات تو "ک" ہے کہ خدا سے مایوس ہونے کا کیا سوال ہے کیا وہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں پھر "ھ" سے مراد ھادٍ ہے یعنی ہدایت دینے والا وہی ہے جو اپنے بندے کو ہدایت پر قائم رکھے تو رکھے ورنہ انسان اپنی طاقت سے ہدایت پر قائم نہیں رہ سکتا۔ "یٰ" کا لفظ مخاطب کا ہے کہ اے خدا جو کافی ہے اور ھادی ہے اور "ع" سے مراد عالم یا علیم اور "ص" سے مراد صادق ہے۔

عالم ان معنوں میں یعنی اس لئے اس موقع پر اس کا استعمال ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کسی کے لئے کوئی اولاد مفید ہے یا نہیں۔ کیوں اولاد عطا فرماتا ہے؟ کیوں نہیں اولاد عطا فرماتا۔ اور صادق ان معنوں میں کہ اگر وہ وعدہ کر لے تو ضرور پیدا ہوتا ہے خواہ بظاہر اولاد کے پیدا ہونے کا کوئی امکان بھی باقی نہ ہو پس ان صفات الٰہی کے ذکر کے بعد فرمایا اب ہم تجھ سے اپنے ایک بہت ہی پیارے بندے زکریا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہیں (۔) اس نے ہلکی ہلکی آواز میں جس طرح ایک آدمی کراہتا ہے اور گلے اور منہ سے دردناک سی آوازیں نکلتی ہیں، گو بظاہر دوسرے آدمی کو وہ پوری طرح سمجھ بھی نہیں آتیں لیکن یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ بہت ہی کوئی دردناک بات ہو رہی ہے تو اس حالت میں حضرت زکریا نے اپنے رب سے ایک دعا مانگی۔ وہ یہ تھی (۔) اے میرے اللہ میری ہڈیاں نرم پڑ چکی ہیں اور بڑھاپا میرے سر پر غالب آ گیا ہے اور اس طرح وہ بھڑک اٹھا ہے جس طرح آگ روشن ہو جاتی ہے۔ اس طرح سفیدی سے میرا سر روشن ہو گیا ہے (۔) اے اللہ میری وفا کو دیکھ کہ اب تک میں اپنی دعا سے جو میں تیرے حضور کر رہا ہوں مایوس نہیں ہوا۔ کتنی عظیم الشان دعا ہے ایک بوڑھا آدمی، جس کی ہڈیاں گل گئی ہوں، جس میں پوری طرح کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی ہو، اس کے بال سفید ہو چکے ہوں اور صرف یہی نہیں بلکہ نہیں آگے جا کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اے خدا! صرف میں ہی کمزور نہیں ہوں، میری بیوی بھی بانجھ ہے۔ اس میں بھی بچہ دینے کی کوئی جان نہیں ہے۔

کتنا عظیم الشان توکل ہے کہ اس کی کوئی مثال دنیا میں کہیں آپ کو دکھائی نہیں دے گی۔ ایسی ایسی عظیم دعائیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے لئے محفوظ کی ہیں کہ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا) کی دعا مانگنے کے لئے تو موجیں ہو گئی ہیں۔ جتنا مشکل رستہ ہے اتنا ہی آسان ہو جاتا ہے۔ جب ہم انعام پانے والوں کی دعاؤں کا ذکر قرآن کریم میں پڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ وہ رستے آسان ہوئے کیسے تھے؟ تو اب سنئیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندے نے مجھ سے یہ دعا کی۔ میری ہڈیاں نرم پڑ چکی ہیں۔ میرا سر سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے (۔) اے اللہ آج تک میں (تجھ سے) تیری رحمت سے مایوس نہیں ہوا (۔) میں اپنے بعد اپنے شریکے سے ڈر رہا ہوں کہ وہ پتہ نہیں ہم لوگوں سے کیا سلوک کریں گے (۔) اور میری بیوی بانجھ ہے اس کا کوئی بچہ نہیں جو اس کی نگہداشت کر سکے، اس کے لئے کھڑا ہو سکے، اس کی حمایت کر سکے۔ یہ تنہا اس دنیا میں رہ جائے گی (۔) مجھے اپنی جناب سے کوئی ولی کوئی دوست عطا فرما۔ اور وَلی کی دعا نے اس کی نیکی کی دعا بھی ساتھ ہی مانگ لی کیونکہ بد اولاد نیک لوگوں کی ولی نہیں ہوا کرتی۔ کیسی فصاحت و بلاغت ہے۔ حضرت زکریا کی دعا؟ واقعی یہ تو کہتے ہیں سنہری حرفوں سے لکھنے کے لائق ہے مگر سنہری حرف کیا چیز ہیں جس دعا کو خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں محفوظ کر لیا اس سے زیادہ روشن اور کوئی چیز، کوئی روشنائی اس کو ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رکھ سکتی۔ پھر کہا (۔) کہ میں ایسی دعا چاہتا ہوں جو میرا اور آل یعقوب کا ورثہ پائے اور یہ ورثہ نیکیوں کا ورثہ تھا۔ کوئی دنیاوی دولتوں کا ورثہ نہیں تھا (۔) اور ایسا اس کو بنا جس سے تو راضی ہو جائے۔ اب جیسا کہ یہ دعا ہے، ظاہر ہے کہ یہ دعا یوں لگتا ہے کہ نامقبول ہو ہی نہیں سکتی، جس طرح اس کا مضمون اٹھایا گیا ہے، جس طرح اس کا آغاز کیا گیا ہے، پڑھتے پڑھتے انسان کا دل یقین میں ڈوب جاتا ہے، انسان کا دل بے اختیار گواہی دینے لگتا ہے کہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس دعا کو نامنظور فرما دے چنانچہ اس کے معاً بعد یہ نہیں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سن لی، بلکہ بے ساختہ جواب دیا ہے کہ (۔) اے میرے بندے زکریا ہم تجھے ایک غلام کی خوشخبری دے رہے ہیں (۔) اس کا نام یحییٰ ہوگا (۔) اس نام کی کوئی مثال اس سے پہلے دکھائی نہیں دیتی۔

دنیا میں کبھی کسی نے اپنے بیٹے کا یہ نام نہیں رکھا جو آج ہم تمہیں دے رہے ہیں پس یہ ایک غیر معمولی بیٹا ہوگا اور بے مثال جیسا کہ خود ہوگا ویسا ہی اس کا نام ہوگا (۔) اور اس کا نام یحییٰ ہے۔

اب یحییٰ نام کا تو مطلب ہے زندہ رہنے والا۔ یحییٰ نام کیوں رکھا گیا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس میں اُن کی شہادت کی بھی خوشخبری تھی۔ حضرت یحییٰ شہید ہوئے ہیں اور شہداء کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور لفظ حیّ ان پر اطلاق پاتا ہے تم ان کو بے وقوفی سے مردہ سمجھ رہے ہو لیکن وہ ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے بعض حکمتوں کے پیش نظر حضرت زکریا کو جو اولاد سے محروم رکھا تھا ان حکمتوں کے پیش نظر ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اولاد سے محروم رکھا گیا اور ان حکمتوں کا تقاضا یہ تھا کہ یہ سلسلہ آگے نہ چلے کیونکہ یہ سلسلہ تبدیل ہونے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان حکمتوں کو تو تبدیل نہیں فرمایا لیکن دعا کو پھر بھی قبول فرما لیا اور حضرت یحییٰ کے متعلق فرمایا کہ وہ زندہ رہے گا یہاں زندگی کی یہ خوشخبری ہے کہ جب تک تو رہے گا تو اسے زندہ دیکھے گا جب تک تیری بیوی زندہ رہے گی وہ اس کو زندہ دیکھے گی اور تم دونوں کو اس بچے کی طرف سے کوئی دکھ نہیں پہنچے گا۔ تم دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی، بعد میں ہم اسے وہ ہمیشگی کی زندگی عطا کریں گے جو شہادت کے ذریعہ عطا ہوتی ہے۔

اولاد پانے کی دعا کرنے والوں کو نصیحت

پس دعاؤں پر اگر آپ غور کریں جو قرآن کریم میں محفوظ کی گئی ہیں تو عظیم الشان حکمتوں کے سمندر ہیں جو کوزوں میں بند کئے گئے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ اور کس وجہ سے ہوتی ہیں؟ وہ تمام باتیں، وہ مصلحتیں بھی ان دعاؤں کے اندر مضمر ہیں، بظاہر نظر سے چھپی ہوئی ہیں لیکن اگر آپ غور کریں تو آپ کو سمجھ آ سکتی ہے۔ پس وہ والدین جو اپنے لئے ایسی اولاد کی دعا کرتے ہیں کہ جو محض ایک طبعی تقاضے کی دعا ہوا کرتی ہے کہ ہمیں بیٹا دے، ہمیں بیٹا دے، ہمیں بیٹا دے، کیوں دے؟ اس سے کوئی بحث ان کو نہیں ہوتی۔ نیک ہو یا بد ہو۔ اس سے ان کو کوئی بحث نہیں ہوتی وہ تو اپنے طبعی تقاضے کی وجہ سے بس اس تمنا میں مر رہے ہوتے ہیں کہ ہم بے اولاد مرے جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کی دعائیں ہمارے لئے محفوظ رکھی ہیں۔ جن بزرگ خواتین کی دعائیں ہمارے لئے محفوظ فرمائی ہیں وہاں ہمیشہ ایسی اولاد کی تمنا کی گئی ہے جو نیک ہو، جو خدا والی ہو، جو بزرگوں کے ولی بننے کی اہلیت رکھتی ہو، اور جو اپنے بزرگ والدین کی نیکیاں ورثے میں پانے والی ہو۔ پس احمدیوں کو بھی جو اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ اسی جذبہ کے پیش نظر اسی سنت کے مطابق دعائیں کرنی چاہئیں، اور ہمیشہ نیک اولاد کی دعا کرنی چاہیئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ اس کے سوا اولاد کی جو دعائیں ہیں۔ سب مردود اور دنیا کے قصے ہیں اُن کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔

داعین الی اللہ کیلئے قیمتی دُعا

اب ایک دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیان کر کے پھر میں سر دست اس مضمون کو یہاں ختم کروں گا۔ کیونکہ آج خدام کا اجتماع ہے اور اور بھی یہاں بہت سے پروگرام ہونے والے ہیں۔ باقی مضمون (اللہ نے چاہا تو) بعد میں جاری رہے گا۔

حضرت موسیٰ کی یہ دعا قرآن کریم میں مذکور ہے (۔) اے میرے اللہ میرا سینہ کھول دے اے میرے ربّ میرا سینہ کھول دے (۔) اور جو فریضہ تو نے مجھ پر عائد فرمایا ہے۔ اُسے آسان کر دے۔ داعین الی اللہ جو خدا تعالیٰ کی راہ کی طرف بلانے کیلئے نکلتے ہیں اُن کے لئے یہ دعا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعمت غیر مترقبہ ہے ۔ ایک عظیم الشان نعمت ہے ۔ اس دعا کو ذھن میں رکھ کر اور اسیطرح یہ دعا کرتے ہوئے جس روح اور جذبے کے ساتھ حضرت موسیٰ نے یہ دعا کی تھی، اگر کوئی داعی الی اللہ وقت کے بڑے بڑے جابر کو بھی دعوت دینے کیلئے نکلے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ اس کو شرح صدر عطا ہوگا ۔ اُسکی زبان کھولی جائے گی اُسکی مشکلات آسان کی جائیں گی اور اس جابر کے خوف سے اُس کو بچایا جائیگا ۔ (ـــ) کہ مجھ سے تو صحیح گفتگو نہیں ہوتی ۔ میں تو تتلاتا ہوں اور اٹک کر بولتا ہوں ۔ اور وقت کے اس زمانہ کے سب سے بڑے جابر کے پاس تیرا پیغام لے کر جا رہا ہوں تو تو ہی ہے جو میری زبان کی گرہ کشائی فرما اور اس گرہ کو کھول دے ۔ (ـــ) اور ایسی فصاحتِ کلام عطا کر کہ جو میں کہوں اس کو خوب اچھی طرح وہ لوگ سمجھنے لگیں ۔ صرف میں بات ہی نہ کرنیوالا ہوں بلکہ وہ بات ذہنوں سے دلوں تک اترنے جانیوالی ہو اور وہ خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہوں پھر عرض کیا (ـــ) لیکن میرے اہل میں سے ایک وزیر بھی میرا مقرر فرما دے ۔ (ـــ) یہ میرا بھائی ہارون ہے ۔ میں اسکی تجھ سے التجا کرتا ہوں ۔ (ـــ) اسکے ذریعہ میرا بازو میری طاقت کو مضبوط فرما ۔ (ـــ) اور میرے ساتھ جو تو نے نیکی کا معاملہ کیا ہے اس میں اس کو بھی شریک کر دے ۔

پس دنیا میں تو انسان شریک نہیں چاہتا لیکن نیکیوں میں شریک چاہنے کی دعا ہمیں بتائی گئی ہے کہ یہ ایک ایسی دولت نہیں ہے کہ جس کو تم اپنے تک محدود رکھو اور دوسروں تک پہنچانے سے بخل سے کام لو ۔ اس میں خدا تعالیٰ سے خود شریک مانگا کرو ۔ (ـــ) اے خدا یہ اسلئے ہو کہ ہم سب مل کر پھر تیری خوب تسبیح کریں ۔ (ـــ) اور خوب تیرا ذکر بلند کریں (ـــ) اے خدا تو ہمیں خوب دیکھ رہا ہے ۔

اس دعا میں حضرت موسیٰ نے جو وزیر مانگا اُسکی دلیل یہ دی کہ میں بول نہیں سکتا ۔ اگرچہ یہ دعا بھی ساتھ کی کہ اے خدا میری زبان کی گرہ کھول دے ۔ مجھے بولنے کی طاقت عطا فرما ۔ اور صحیح بولنے کی طاقت عطا فرما ۔ میرا پیغام مخاطب خوب اچھی طرح سمجھ سکے اس کے باوجود اپنا ایک وزیر مانگا کیونکہ دل میں پوری طرح اطمینان نہیں تھا کہ میں اس حق کو ادا کر سکوں گا کہ نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں دعائیں قبول کر لیں ۔ وزیر تو بنا دیا لیکن اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ضرورت اسکی کوئی نہیں ہے اور بڑا دلچسپ مضمون پیدا ہوا ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے حکم دیا تو موسیٰ کی دعا کے نتیجہ میں دونوں کو حکم دیا ۔ کہا : (ـــ) اے موسیٰ اور اے موسیٰ کے بھائی تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ اُس نے بہت ہی سرکشی سے کام لیا ہے ۔ (ـــ) اور تم دونوں اس سے بات کرتے ہوئے نرمی کی بات کرنا کیونکہ وہ دنیا کا ایک بہت بڑا انسان ہے ۔ اور سخت کلامی سے وہ بات سمجھ نہیں سکے گا ۔

یہاں (نرم کلام) کہنے کی کیا ضرورت تھی حقیقت میں یہ حضرت موسیٰ کی دعا کا جواب ہے ۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا تھا ۔ (ـــ) اے خدا ایسی بات کہنے کی توفیق عطا فرما کہ وہ سمجھ جائیں ۔ پس (نرم کلام) کسی فرعون کے رعب کی وجہ سے نہیں ہے ۔ اُسکے خوف کیوجہ سے نہیں ہے ۔ بلکہ انسانی فطرت کا یہ راز کھولا جا رہا ہے کہ جب تم بڑے آدمیوں سے بات کرو تو اگر تم اکڑ کر بات کرو گے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ تم خدا کے نمائندہ ہو ، تمہیں نرمی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ تو بات تو تم کر لو گے ، اللہ تمہیں بچا بھی سکتا ہے لیکن پھر وہ بات سمجھیں گے نہیں ۔ ایسے دنیا دار لوگ جو دنیا کی بڑائیوں کے نتیجہ میں اپنے آپ کو بہت اونچا سمجھ رہے ہوتے ہیں ۔ وہ نرم بات سننے کے عادی ہوتے ہیں ، نرمی کی بات اُن پر اثر کر سکتی ہے ، سخت بات اور اونچی بات سے وہ اور زیادہ بھڑک اٹھتے ہیں اور بدک جاتے ہیں ۔ پس (نرم کلام) کی یہ نصیحت دراصل (کہ وہ بات سمجھ جائیے) کی دعا کی استجابت کا ایک نشان ہے اُسی کے نتیجہ میں یہ ہدایت فرمائی گئی ہے ۔ (ـــ) اس طرح ایک صورت پیدا ہو سکتی ہے کہ شاید وہ نصیحت پکڑے یا شائد خدا کا خوف اختیار کرے تو جب یہ دونوں پہنچے ۔ دیکھیں یہاں ہر جگہ دونوں کو حکم دیا گیا ہے ۔ تثنیہ کے صیغہ سے ۔ فرعون دونوں کیطرف متوجہ نہیں ہوا ۔ موسیٰ کو مخاطب ہو کر اُس نے کہا (ـــ) اے موسیٰ تو بتا کہ تم دونوں کا ربّ کون ہے ؟ فرعون بھی سمجھ گیا تھا کہ ہیں یہ دونوں ہی نمائندہ ۔ مگر بڑا نمائندہ یہ ہے اسلئے میں اسی کو مخاطب ہوں گا ۔ اسکے بعد ساری گفتگو حضرت موسیٰ نے کی ہے ۔ حضرت ہارون ایک لفظ نہیں بولے ۔ (ـــ) موسیٰ نے جواب دیا ۔ دونوں نے جواب نہیں دیا ۔ (ـــ) وہی ہمارا ربّ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت عطا فرمائی ہے ۔ (ـــ) پھر اُسے ہدایت کے رستہ پر ڈال دیا ۔ پس دیکھیں ۔ کس لطافت اور باریکی کے ساتھ ساری دعا قبول ہوئی ہے ۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ موسیٰ کو طاقت عطا کی جائے گی ۔ اور اسے کسی وزیر کی ضرورت نہیں ہوگی مگر چونکہ اپنے اس عاجز بندے سے خدا کو بہت پیار تھا اور اُس نے نیکی میں ایک شریک مانگا تھا ۔ اس لئے خدا نے وہ دعا بھی قبول کر لی اور (میری زبان کی گرہ کشائی فرما) والی دعا بھی قبول کر لی ۔ شرح صدر بھی عطا فرما دیا اور سارے قرآن کریم میں جہاں بھی فرعون کے ساتھ مکالمے کا ذکر ہے ۔ وہاں ہر جگہ آپ صرف حضرت موسیٰ کو بات کرتے ہوئے سنیں گے اور کہیں بھی حضرت ہارون کا کوئی ذکر فرعون سے گفتگو کرنے میں موجود نہیں ہے ۔

پس داعیین الی اللہ کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے لئے مددگار مانگیں اپنے بھائیوں کو اپنا شریک بنائیں ۔ اُن روحانی نعمتوں میں اُن کو اپنا ساتھی بنائیں جو وہ خدا تعالیٰ سے پاتے ہیں اُس میں کنجوسی نہ کریں لیکن دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں خود کفیل بنا دے اور وہ اس لائق ٹھہریں کہ ان کی باتیں ہر مخاطب غور اور تدبر سے سُننے ۔ ذکرِ الٰہی کا اُس کے دل پر اثر پڑے ۔ خدا کا خوف کرے اور بات کو سمجھنے لگے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے ۔

جاپان کی جماعت کے لئے دُعا کی تحریک

آئندہ جمعہ میں (اللہ نے چاہا تو) یہ مضمون آگے جاری رہے گا ـــ لیکن خطبہ ختم کرنے سے پہلے میں ایک اور دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں ۔ جاپان کی جماعت (جیسا کہ اللہ نے چاہا ہے) باوجود بہت چھوٹی جماعت ہونے کے اور مالی لحاظ سے درمیانے درجہ کے ہونے کے باوجود قربانیوں میں بہت نمایاں ہو چکی ہے ۔ ایک تو یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی قربانیوں کی استطاعت بڑھائے اور استقامت عطا فرمائے اور یہ وقتی قربانیاں نہ ہوں بلکہ دن بدن آگے بڑھنے والی ہوں اور جسطرح وہ قربانیاں کرتے ہیں ۔ اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اُن کی استطاعت بڑھاتا چلا جائے ۔ خصوصیت کے ساتھ اسلئے یہ توجہ پیدا ہوئی کہ جب میں جاپان گیا تو وہاں ہمارے دو مشن ہیں ۔ لیکن باقاعدہ (بیت الذکر) نہیں ہے اور بیت الذکر کے لئے تو زمین خریدنا ہی بہت مشکل کام ہے ۔ ایک تو جگہ نہیں ملتی آسانی سے دوسرے بہت مہنگی زمینیں ہے اور جماعت چھوٹی سی ہے اُس میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اتنی بڑی جگہ خرید سکے ۔ چنانچہ ابھی آنے سے پہلے مجھے جماعت جاپان کی مجلس شوریٰ کے فیصلے پہنچے ہیں اُن میں انہوں نے بڑی ہمت کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم خالصتاً اپنی طاقت سے کام لیتے ہوئے خود کفیل ہوتے ہوئے آئندہ تین سال کے اندر جاپان میں پہلی احمدیہ (بیت الذکر) بنائیں گے ۔ اور پہلے سال کے لئے اُنہوں نے تین لاکھ پاؤنڈز کا وعدہ کیا ہے ۔ اگلے سال کے لئے تین لاکھ پاؤنڈز کا اُس سے اگلے سال تین لاکھ پاؤنڈز کا ۔ اور جو حساب کیا گیا ہے اُس کی رو سے فی احمدی دو سو پاؤنڈز مہینہ بنتا ہے ۔ اور آپ میں سے جن لوگوں نے سوسائٹی وغیرہ سے مکان خریدے ہوئے ہیں ۔ وہ سالانہ پانچ سو ، چھ سو پاؤنڈز ، کچھ سود میں ، کچھ قیمت میں ادا کرتے ہیں ، اُن کو پتہ ہے ۔ کتنا مشکل کام ہے ۔ لیکن چونکہ ذاتی گھر ہے اس لئے لوگ بڑی بڑی دقتیں برداشت کرتے ہیں اور سخت حالات میں بھی وہ قسطیں ادا کرتے چلے جاتے ہیں ۔ جاپان کی چھوٹی سی جماعت نے یہ عجیب مثال قائم کی ہے کہ خدا کے گھر کے لئے ساری جماعت نے اوسطاً دو سو پاؤنڈز مہینہ کے چندہ کی ذمہ داری قبول کر لی ہے اور اُنہوں نے عہد کیا ہے کہ جسطرح بھی ہو ہم (اللہ نے چاہا تو) آئندہ تین سال میں پہلی باقاعدہ (بیت الذکر) جاپان میں بنا کر چھوڑیں گے تو دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو اس عزم کو پورا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے اُن کی استطاعت بڑھائے ۔ اُن کے حوصلے بلند رکھے اُن کو اپنی نیکیوں پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق بخشے اور جتنا وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس سے بہت زیادہ غیب سے ان کو عطا کرتا چلا جائے !!

مثالی توکّل کی کیفیّت

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مجلس میں توکل کی بات چل پڑی جس پر آپ نے فرمایا :۔

" میں اپنے قلب کی عجیب کیفیّت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدّت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی ۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے ۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت : دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواستِ دعا

مکرم ماسٹر عبدالسلام صاحب (ماڈرن ٹیلرز گولبازار) گذشتہ ایک ماہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

قدیمی ۔ اوّلین ۔ شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷، ۷

برانچیں

- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

ہومیوپیتھک کلینک

حنیف

۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ

نزد شیزان بیکری۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

موسم گرما کے اوقات کار:

اتوار سے جمعرات تک صبح ½۹ بجے سے ۱۲ بجے تک

شام ½۵ بجے سے ½۷ بجے تک

ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہا کریگا

ہر مہینہ کے آخری پیر کے دن دواخانہ بند رہا کریگا

خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ

حال لاہور

تبدیلی سائیکل

ایک عدد سہراب مارکہ سائیکل جو کہ میرے فوت شدہ بیٹے کی نشانی تھا مورخہ ۶ رجون ۱۹۹۱ء کو کسی طرح سے ایگل مارکہ سائیکل سے تبدیل ہو گیا ہے۔ جن صاحب کا یہ سائیکل ہے براہِ کرم درج ذیل پتہ پر رجوع فرما کر اپنا سائیکل لے جاویں۔ اور ایک سو روپیہ انعام حاصل کریں۔

میاں محمد صدیق ۹/۳۲ دارالنصر غربی ربوہ ضلع جھنگ

میٹرک کا امتحان پاس کرنیوالے

طلباء متوجہ ہوں

وہ تمام احمدی طلباء و طالبات جنہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کر لیا ہے وہ مزید تعلیم کے سلسلہ میں نظارت تعلیم سے راہنمائی حاصل کرنے کے لئے فوری رابطہ کریں۔

(ناظر تعلیم)

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام

NASA

ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

ناسا اسٹیٹ ڈویلپرز اینڈ بلڈرز فیصل آباد

فون: آفس: ۴۴۲۸۶، ۴۷۰۹۲

رہائش: ۴۳۱۱۵

طالبِ دعا: سہیل مشتاق

کیا آپ نے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا چندہ وقفِ جدید ادا کر دیا ہے؟ ——— ناظم مال وقفِ جدید

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرّب ادویہ

حبوب مفید اٹھرا قیمت فی شیشی ۱۵ روپے مکمل کورس ۴۵ روپے	**زد جام عشق خاص** قیمت ۵۰۰ روپے	**تریاقِ معدہ** خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج قیمت ۱۰، ۲۰، ۳۰ روپے	**روشن کاجل** آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے قیمت ۵ روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) دو دواؤں پر مشتمل قیمت ۱۷۵ روپے	**شباب آور موتی** قیمت فی شیشی ۸۰ روپے	**راحتِ جان** تبخیرِ معدہ کا علاج قیمت ۱۵ روپے	**سُرمہ جواہر** مشہور و معروف تحفہ قیمت ۵ روپے
لیکوریَن قیمت ۲۰ روپے	**سونے چاندی کی گولیاں** قیمت ۲۰۰ روپے	**شربت صدر** نزلہ زکام اور کھانسی کا مؤثر علاج قیمت ۱۸، ۲۴ روپے	**تریاقِ بواسیر** خونی اور بادی بواسیر کیلئے قیمت ۲۰ روپے

- دوا منگواتے وقت بیماری کی مختصر کیفیت تحریر کریں۔
- فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۱ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔

بیرونی مریض پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

NASIR ناصر

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

فون: ۵۳۴، ۶۳۴ ——— پوسٹ بکس ۶۰

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب سے گرنے کا حق ادا کرنے کیلئے

اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے

الرّحیم

جیولرز

خورشید کلاتھ مارکیٹ

حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی

فون: 629443 626280

۔ نرینہ اولاد سے محروم ۔ بے اولاد ۔ اٹھرا ۔ سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ

پوسٹ بکس ۱۹۰

فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۰۴۳۱

زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاھور: جوہر ویو فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل فروخت

غلہ منڈی دارالرحمت میں رہائشی اور کمرشل ضروریات کیلئے ایک باموقعہ مکان ۔ انعام منزل ۱۳/۱۰ رقبہ ایک کنال ساڑھے چار مرلے ۔ کونے کا پلاٹ ۔ دو طرف سڑک ۔ بجلی ۔ سوئی گیس اور پانی کے دو دو کنکشن ۔ مسقف رقبہ ۲۷۰۰ مربع فٹ ۔ دکانوں کا نقشہ منظور شدہ ۔ دو رہائشی سیٹ ۔

رابطہ کیلئے : سید عبدالحی کوارٹرز انجمن ۱/۱۷ ۔ ربوہ

قابل اعتماد — ویلیو فار منی — اعلیٰ کوالٹی — مستند گارنٹی کے ساتھ

پاک چائنہ پنکھے رجسٹرڈ

(پاک الیکٹرک انڈسٹریز ۔ گوجرانوالہ)

ڈیلر : نفیس زری ٹیلرز گولبازار ربوہ

(نزد خورشید یونانی دواخانہ)

خوشخبری — لندن کا سفر

فضائی سفر کی تمام مشکلات کا حل انفرادی توجہ یا گروپ کی شکل میں تمام سہولتیں بہم پہنچائیں گے ۔ دعوی نہیں کرتے ! ہم نے پہلے بھی یہ خدمت انجام دی تھی اور آج بھی خدمت میں پیش پیش ہیں

تفصیلات اور بکنگ کیلئے

لطیف الرحمٰن صاحب سے ۳۰۔ جون تک رابطہ کریں۔

رومی ٹریولرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

ط ۶، ۷، ہوٹل مڈایسٹ ڈاکٹر داؤد پوتا روڈ کینٹ اسٹیشن کراچی ۷۵۵۳

فون : ۵۱۵۱۶۱ - ۵۱۵۲۰۹
۵۲۱۳۷۷ - ۵۲۹۶۲۴

GOVT. LICENCE NO. 1329

IATA

نرینہ اولاد سے محروم حضرات ، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے امید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

تبخیر معدہ کے لئے مفید گولیاں ایچ ۔ کے ۔ این گیس ، سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کے لئے بے مثل ۔

طاقت کا سرچشمہ ۔

گولڈن پلز پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مقوی آزمودہ

دواخانہ محافظ صحت

مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز ۔ گول چوک اوکاڑہ

برانچ : کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۲/۲۱ مین سٹریٹ اوکاڑہ

نرینہ اولاد کیپسولز بفضل تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدر ٹنکچرز ۔ پوٹینسیاں اور بائیوکیمک کی تمام ادویات کے علاوہ خالی شیشیاں اور ہر قسم کی گولیاں بھی دستیاب ہیں ۔ شوگر آف ملک اور پاکستانی ادویات بھی دستیاب ہیں ۔

کیور یٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

فون ۷۷۱ ، ۶۰۶

ضرورت سٹاف

ہماری فیکٹری واقع جہلم میں انڈر ٹریننگ سٹاف کی ضرورت ہے ۔ ڈپلومہ ہولڈر (گورنمنٹ کے منظور شدہ ادارہ سے تین سالہ ڈپلومہ) تنخواہ دوران ٹریننگ ۱۵۰۰/- روپے مجموعی ۔ تنخواہ کے علاوہ دوران ٹریننگ گریجویٹی ۔ سوشل سکیورٹی ۔ اولڈ ایج پنشن اور لیبر قوانین کے تحت تمام مراعات کے حق دار ہوں گے اور سنگل رہائش کی سہولت ہوگی ۔

درخواستیں مع تصدیق ۔

پاکستان چپ بورڈ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پوسٹ بکس ۱۸ کے پتہ پر ارسال کریں ۔

لاہور میں عید کے موقعہ پر قربانی کرنیوالے احباب

توجہ فرمائیں

لاہور کے دوستوں کی سہولت کیلئے عید کے موقعہ پر بکرے اور چھترے حاصل کرنے کا فوری انتظام کیا گیا ہے ۔ ٭ وزن کے حساب سے قیمت ٭ عید کے موقعہ پر قیمتوں میں اضافہ سے نجات ٭ گھر پہنچانے کی خصوصی سہولت

بکنگ شروع ہو گئی ہے ۔ پریشانی سے بچنے کے لئے فوری رجوع کریں ۔

احمد شیپ فارم

چک نمبر ۳۳ جنوبی ۔ سرگودھا

رابطہ :- G - 74 کمرشل زون ۔ ڈیفنس سوسائٹی لاہور چھاؤنی

فون نمبر : ۸۹۲۴۵۳ - ۸۹۴۴۵۲

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

سُنہری موقعہ

رہائشی پلاٹ برقبہ ایک کنال ناصر آباد میں برلب سڑک ساہیوال روڈ برائے فروخت ہے ۔ میٹھے پانی اور بجلی کی سہولت موجود ہے ۔

رابطہ : کوثر کریانہ سٹور اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

بلڈنگ کرایہ پر چاہیئے

ڈیسنٹ پبلک سکول ربوہ کیلئے ایک بلڈنگ کرایہ پر درکار ہے ۔ خواہش مند احباب سے درخواست ہے کہ وہ موزوں پیشکش سمیت ذیل کے پتہ پر جلد از جلد رابطہ قائم کریں ۔

نصیر احمد مکان نمبر ۲۷/۱۲ دارالرحمت شرقی الف ربوہ فون نمبر ۵۱۹

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے